انٹرویو:

اسلام، آزادی اور تشدد

مولانا وحید الدین خاں سے ایک ملاقات

مولانا وحید الدین خاں صاحب ہندوستان کے مشہور علماء میں سے ہیں ان کی شخصیت دنیا میں جانی پہچانی جاتی ہے وحیدالدین خاں صاحب اسلام کی ایک مخصوص لبرل تفسیر کرتے ہیں۔ ان کی آراء کے سلسلے میں خاصہ اختلاف ہے۔ ان کا خاص زور آزادی ، عدم تشدد اور تعقل پر ہے۔ مشہور صحافی جناب عالم نقوی نے ادارہ راہ اسلام کی طرف سے ان سے خصوصی انٹرویو لیا۔ اس طویل انٹرویو کی پہلی قسط شائع کی جارہی ہے۔

سوال: موجودہ دور کے علماء میں آپ نے اسلام کے ہر پہلو پر سوچا اور لکھا ہے۔ یہ فرمایئے کہ اسلام میں وہ کونسی خصوصیت ہے جو اسے دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز کرتی ہے؟

جواب: اس کا جواب میں ایک واقعہ کی شکل میں دوں گا۔ ابھی ایک ہفتہ ہوا میں سوئزرلینڈ گیا تھا وہاں مسٹر کانتکر آئے تھے جو اسپین میں رہتے ہیں انھوں نے کہا کہ اسپین میں حال ہی میں اسلام کی طرف رجحان بہت بڑھا ہے۔ کتابیں اسلام پر چھپ رہی ہیں۔ اسپینی زبان میں لوگ اسلام قبول کررہے ہیں، ظاہر سی بات ہے کہ کرسچن لوگ ہوتے ہیں یہ۔ میں نے پوچھا کہ آخر ایسا کیوں ہے کہ لوگ اسلام قبول کررہے ہیں؟ تو انھوں نے فوراً جواب دیا کہ اسلام کی تعلیمات کی سادگی ان کو کھینچ رہی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اسلام کی اصل خصوصیت اس کا غیر محرف ہونا

ہے۔اسلام کی جو سادگی ہے وہ نتیجہ ہے اس کا کہ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح ہمارا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ اسلام کوئی الگ مذہب ہے۔ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جو مذہب بھی بھیجے وہ سب ایک ہی مذہب تھے۔ ہر پیغمبر کی طرف سے توحید ہی کی دعوت ہوئی۔یہ قرآن سے ثابت ہے، لیکن دوسرے مذاہب نے اپنا جو فطری حسن تھا وہ کھودیا کیونکہ ان میں تحریفات ہو گئیں۔اسلام کی مقبولیت کی اصلی وجہ یہ ہے کہ اسلام غیر محرف حالت میں باقی ہے اس لئے اس کی اصل بیوٹی بھی باقی ہے۔

سوال: لیکن غیر محرف حالت میں تو قرآن باقی ہے۔اسلام میں اتنے فرقے ہیں اتنے مختلف الخیال لوگ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اس لئے یہ کہنا تو شاید صحیح نہ ہو،البتہ قرآن،اور حدیث کا ایک بہت بڑا سرمایہ بیشک غیر محرف ہے۔

جواب: دیکھئے مسئلہ یہ ہے کہ جو متن اسلام ہے وہ غیر محرف ہے۔لوگ متن کو دیکھ کر اسلام قبول کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔باقی فرقوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہاں تعبیرات کا اختلافات ہوتا ہے تو تعبیرات میں اختلاف تو ہمیشہ ہی رہے گا۔ہمارے تعبیرات کے اختلاف سے سنجیدہ آدمی کبھی متاثر نہیں ہوتا۔وہ جانتا ہے کہ تعبیر ایک ایسی چیز ہے جو اجتہادی ہے۔اختلافات تو ہوگا ہی۔ متن قرآن وسنت کی شکل میں محفوظ ہے۔

سوال: آپ کی فکر کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اسلام کو دین انسانیت،دین صلح وآشتی اور امن کے طور پر پیش کیا ہے۔

جواب: دین ہے ہی یہی۔اسلام سلامتی ہی کا دین ہے۔اصل میں موجودہ زمانے میں رد عمل کی نفسیات نے لوگوں کو تشدد کی طرف مائل کیا ہے آج کل جو جگہ جگہ تشدد یا مسلح جہاد ہو رہا ہے میرے نزدیک وہ حالت رد عمل ہے۔وہ اسلام کی براہ راست تعلیمات کا نتیجہ نہیں ہے کیونکہ اسلام تو دین سلامتی ہے۔قرآن میں ہے کہ واللہ یدعوا الیٰ دار السلام (اللہ سلامتی کی طرف بلاتا ہے)ایمان کا لفظ امن سے مشتق ہے اور امن کے معنی سلامتی کے ہوتے ہیں۔حدیث میں آیا ہے کہ "دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا تم نہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگو"۔اسلام دین سلامتی ہی ہے۔جو میں پیش کرتا ہوں وہ

کوئی وقتی چیز نہیں ہے۔ میں اس عمل سے الگ کر کے اسلام کو پیش کر رہا ہوں جس کے رد عمل میں موجودہ زمانے میں لوگ مبتلا ہو گئے ہیں۔

سوال: اسلام میں جہاد اور غزوات نبیؐ اور صحابہ کرام کی جنگوں کی آپ کیا توجیہ کرتے ہیں؟

جواب: دیکھئے سب سے پہلے تو ہمیں رسولؐ اللہ کے زمانے کی جنگوں کو دیکھنا چاہئے۔ آپ کے زمانے میں کوئی بھی جنگ اقدامی نہیں ہوئی، سب دفاعی جنگیں ہوئیں اور جنگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صرف تین بار لڑی ہے: احد، حنین اور بدر۔ باقی جو ۸۳ غزوات بتائے جاتے ہیں وہ غزوات ہیں نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مخالفین چونکہ آپ کے دشمن تھے انھوں نے جنگ چھیڑ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پالیسی کیا تھی؟ جنگ کرنا نہ تھا جنگ سے بچنا تھا۔ ۸۳ غزوات میں اسی غزوات جنگ ٹالنے (Avoidance) کے واقعات ہیں۔ اس کی میں مثال دیتا ہوں: ایک بار آپ کو بتایا گیا کہ خالد جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، وہ ایک فوج لے کر آ رہے ہیں۔ اس وقت آپ سفر میں تھے۔ اگر آپ اسی راستے پر چلتے رہتے تو مڈ بھیڑ ہو جاتی۔ آپ نے فوراً راستہ بدل دیا اور دوسرے راستے سے گزر گئے۔ اسی طرح جنگ خندق کو 'غزوہ خندق' کہا جاتا ہے حالانکہ اسے 'اعراض خندق' کہنا چاہئے۔ جب آپ کو خبر ملی کہ بارہ ہزار پر مشتمل فوج آ رہی ہے تو سلمان فارسی جو ایران سے آئے تھے، انھوں نے بتایا کہ شاہان ایران کا طریقہ یہ ہے کہ جب جنگ کو Avoid کرنا چاہتے ہیں تو خندق کھود دیتے ہیں۔ آنحضرت نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اس سے آپ کہہ سکتے ہیں وہاں جو ماجرا تھا وہ یہ نہیں تھا کہ جنگ کرنے کی تدبیر بتاؤ بلکہ جنگ سے اعراض کی تدبیر بتاؤ۔ تبھی تو انھوں نے وہ تدبیر بتائی اعراض والی۔ انھوں نے کہا کہ شاہان ایران جب جنگ سے اعراض کرنا چاہتے ہیں تو خندق کھودتے ہیں۔ آپ نے بہت پسند کیا اس تجویز کو اور خندق کھدوائی۔ اس لئے جنگ خندق کا نام اعراض خندق ہونا چاہئے نہ کہ غزوہ خندق۔ پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ تدبیر امن کرتے رہے۔

سوال: خلفاء کے زمانے کی فتوحات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: حضرت عمر کے زمانے میں جو جنگیں ہوئیں اس کی نوعیت الگ ہے۔ میں قرآن و حدیث کے مطابق جو سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جنگوں کی تو دو قسمیں ہیں: ایک ہے 'قتال فتنہ' اور ایک ہے 'قتال

دفاعی'۔اس آیت میں ان اللہ یدافع للذین آمنوا دفاعی جنگ کا ذکر ہے۔جب فریق ثانی حملہ کردے اس وقت کے لئے حکم ہے کہ تم دفاع کرو۔دوسری جگہ کہا گیا ہے۔"جو تم سے جنگ کرتے ہیں ان سے تم جنگ کرو۔"

دوسری جنگ کی قسم ہے قتال فتنہ-قاتلون حتی لاتکون فتنہ "تم جنگ کرو اس وقت تک کہ فتنہ باقی نہ رہے"۔ تمام مفسرین مانتے ہیں کہ یہاں "فتنہ" سے مراد 'شرک جارح' ہے یعنی آج کل کی زبان میں آپ اس کو مذہبی جبر و تشدد (Religious Persecution) کہہ سکتے ہیں۔ ہزاروں سال سے دنیا میں مذہبی جبر چلا آرہا تھا۔بتایا گیا تھا کہ "الناس علی دین ملوکھم" جو بادشاہ کا مذہب وہی تمہارا مذہب۔دوسرا کوئی مذہب اختیار کروگے تو ہم تمہیں قتل کردیں گے۔

قرآن کریم میں ذکر ہے کہ مومنوں کو آگ میں ڈال دیا کیوں کہ انھوں نے کہا کہ اللہ ایک ہے۔اس صورت حال کو ختم کرنے کے لئے جنگ جائز ہے۔فرانس کے ایک مشہور مورخ نے خاص کر اس بات کو بتایا ہے کہ اگر مسلمانوں نے رومن امپائر اور ساسانی امپائر کر ختم نہ کیا ہوتا تو دنیا سے جبر کا نظام کبھی بھی ختم نہ ہوتا۔

سوال: نظام جبر کا خاتمہ،اور شرک جارح(Religious Persecution) کی بات جو آپ نے کہی تو کیا آج کی صورت حال میں بعض ملکوں میں یہ صورت نہیں ہے کہ مسلمانوں کو مذہبی جبر و تشدد Persehtan Religious کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

جواب: آج تو جو کچھ بھی ہے اس میں کچھ مسلمانوں کی غلط پالیسوں کا بھی حصہ ہے۔ہندوستان میں آئینی طور پر مکمل مذہبی آزادی ہے لیکن مذہبی آزادی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ لوگ نادانی کریں تو اس کا انجام لوگوں کو بھگتنا نہ پڑے گا۔دور حاضر میں مغرب میں مذہبی آزادی کا اصول رائج ہو چکا ہے اور یونائیٹڈ نیشن کے چارٹر میں شامل ہو چکا ہے اور ہر ملک کے دستور میں شامل ہے۔اس کو بھی استعمال کرنا چاہئے نہ کہ غلط طور پر ملک و مال کے جھگڑے کو ہوا دیں۔

سوال: مغرب کی کوشش ہے کہ وہ اسلام کو وحشی،خونریز اور تمدن دشمن دین کی طرح پیش کرے۔ اس سلسلے میں افغانستان میں طالبان کی حکومت جو کررہی تھی اس سے مغرب کو موقع ملا کہ وہ اسلام کی

تصویر داغ دار بنا کے پیش کرے۔اس کے لئے آپ کی کیارائے ہے؟

جواب: طالبان نے جو کچھ کیاوہ بلاشبہ نادانی ہے اوراس کے لئے مغرب کو موردالزام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ رسول اللہؐ کا سب سے بڑا دشمن مدینہ میں عبد اللہ بن ابی تھا۔جب عبد اللہ ابن ابی کی اسلام دشمنی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو اس کے بیٹے نے ایک بار آنحضرت سے کہا کہ "میں اپنے باپ کو ختم کرنے کے لئے تیار ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں"۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں اگر ہم قتل کریں گے تو اس سے تو اسلام بدنام ہوگا۔ آپ غور کیجئے کہ ابن ابی جیسے شخص کو صرف اس لئے آپ نے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا کہ اس سے اسلام بدنام ہوتا تھا۔اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کو بدنامی سے بچانا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہؐ نے جو پالیسی اختیار کی وہ یہ تھی کہ اسلام کو بدنامی سے بچانے کے لئے ایک برے شخص تک کو قتل نہیں کیا جائے۔ میڈیا کے دور میں ہر اس اقدام سے بچنا چاہئے جو میڈیا میں پھیل کر اسلام کی بدنامی کا سبب بنے۔

اس وقت سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ دنیا میں آزادی کو ایک مکمل اور مطلق حق کے طور پر مان لیا گیا ہے۔ جتنی ہم کو عقیدت اپنے دین سے ہے اتنی ہی عقیدت ان کو آزادی کے تصور سے ہے۔ وہ آزادی کو اپنے مذہب کے درجے پر مانتے ہیں۔اگر آپ کوئی ایسا اقدام کریں جس سے آزادی مجروح ہوتی ہو تو وہ تڑپ اٹھیں گے۔ آپ ایسے دور میں ہیں جس میں آزادی کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس آزادی سے فائدہ اٹھایئے نہ یہ کہ غلط اقدامات کر کے اپنے کو دور آزادی سے محروم کرلیں۔

سوال: سوال یہ ہے کہ کیا مغرب کی طرح اسلام میں بھی آزادی مطلق اچھی سمجھی جاتی ہے،اس لیے کہ مغرب میں مطلق آزادی کا تصور ہے۔

جواب: اسلام میں مطلق آزادی نہیں ہے۔اسلام میں پابند آزادی ہے۔ میں مطلق آزادی کے تصور کی تائید نہیں کررہا ہوں بلکہ یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے لئے یہ دور آزادی ایک موقع ہے کہ ہم اس کو استعمال کر کے اپنے دین کی تبلیغ کریں۔ آزادی کا تصور اسلام میں مختلف ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس کو بطور موقع (opportunity) کے استعمال کرنا چاہئے۔اس وقت بہترین موقع ہے کہ عیسائی ملک میں بیٹھ کر آپ عیسائیت کے خلاف تبلیغ کریں تو ہم کیوں نہ اس کا استعمال کریں۔ لیکن جب ہم ماحول

کو بگاڑ دیں گے تو ہم اس کا استعمال نہیں کر پائیں گے۔

سوال : لیکن آزادی کا استعمال کرتے ہوئے اگر ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو کیا یہ بذات خود ان کے یہاں ان کے نظام رائج کے خلاف ایک تحریک نہیں سمجھی جائے گی؟

جواب : وہاں مذہبی تبلیغ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ آپ کے غلط اقدامات رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اور پھر آپ دوسروں پر الزام دھرتے ہیں کہ آپ ہمیں مذہبی آزادی نہیں دے رہے ہیں۔ وہاں مکمل آزادی ہے۔ ابھی میں سوئزرلینڈ گیا تھا۔ سارے عیسائی وہاں تھے اور میرا ہی مقالہ نمبر ایک قرار پایا۔ جب کہ میں مسلمان تھا۔ دیکھئے مذہبی آزادی آپ اس وقت استعمال کرپائیں گے جب تشدد کا مسئلہ نہ پیدا کریں۔ ہاں! آپ تشریف لائے ہیں انٹرویو لینے کے لیے آپ فرض کیجئے کہ اگر آپ لاٹھی ڈنڈا چلانے لگیں تو میں انٹرویو تھوڑی ہی دوں گا۔ داعی اپنے دعوتی مصالح کے لئے فریق ثانی کی ایذاؤں پر صبر کرنا ہے تاکہ معتدل حالات باقی رہیں۔ سننے سنانے کے حالات باقی رہیں۔

سوال : آزادی فکر سے یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلامی نظام میں اسلام دشمن نظریات کی ترویج ممنوع ہوگی یا اس کی اجازات دی جائے گی؟

جواب : یہ بہت اہم سوال ہے۔ دیکھئے یہاں ایک اصول ہے۔ فقہ میں بتایا گیا ہے کہ "ایک اچھا کام بھی اس وقت نہ کرنا جب کہ اس کو کرنے میں کوئی برائی آتی ہو"۔ تو کسی بھی اقدام کو کرتے ہوئے آپ کو نتیجہ کے اعتبار سے موازنہ کرنا چاہیے۔ عبد اللہ ابی نے حضرت عائشہ کے معاملے میں انتہائی خطرناک کردار پیش کیا لیکن قتل نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا نتیجہ اسلام کے لئے زیادہ برا ہوتا۔ آپ کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ میرا اقدام الٹا تو نہیں پڑے گا۔ اور الٹا پڑے گا تو اقدام کی شکل بدل جائے گی۔ پر تشدد اقدام سے الٹا نتیجہ نکلنے والا ہو تو اس غیر مثمر ثمر counter broductive اقدام کے بجائے پرامن اقدام کریں گے، تبلیغی، دعوتی انداز سے اور اشاعتی انداز سے کام کیا جاسکتا ہے۔

سوال : رسول اللہؐ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر کے زمانے میں منکرین زکوۃ کے خلاف جو جنگ چھیڑی گئی اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: دیکھئے وہ مسئلہ ملک State سے بغاوت کا تھا۔ اس کو غداری Treason کہتے ہیں۔ ساری

دنیا میں ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا ہے اور اس کی اجازت دی جاتی ہے کہ اس کو ختم کرنے کے لیے اقدام کریں۔ یعنی ریاست سے بغاوت ہو رہی ہو تو اس کو ختم کرنے کے اقدام کرنا چاہیے چاہے اس میں تشدد کرنا پڑے۔ بین الاقوامی اصول کے مطابق اگر Treason کا مسئلہ آجائے تو تشدد اور اقدام جائز ہے۔

◀◀ ▶▶ ◀◀ ▶▶ ◀◀ ▶▶